# سیاسی صورت حال

## قرارداد مرکزی مجلس شوریٰ منعقدہ ۶' ... نومبر ۱۹۹۶ء

جماعت اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ ہنگامی اجلاس اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے کہ ۴ اور ۵ نومبر کی درمیانی شب میں صدر مملکت کی جانب سے قومی اسمبلی کی تحلیل اور پیپلز پارٹی کی کرپٹ' ظالم اور بدعنوان حکومت کی برطرفی کا پورے ملک میں خیر مقدم کیا گیا۔ اپنے تین سالہ دور حکومت میں پیپلز پارٹی نے عوام کو مہنگائی' بے روز گاری' بدامنی' بدعنوانی رشوت اور کرپشن کے تحفے دیے۔ شہریوں کے بنیادی حقوق سلب کیے۔ صدر' عدلیہ اور افواج پاکستان کو بے جا تنقید کا نشانہ بنایا گیا' اپنے سیاسی مخالفین کو جعلی پولیس مقابلوں میں ہزاروں کی تعداد میں قتل کرایا اور پاکستان کی اسلامی اساس اور دینی تشخص کو مجروح کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ سابقہ حکومت شہریوں کے لیے ایک عذاب اور ملک کی آزادی اور نظریہ کے لیے خطرہ بن چکی تھی۔ ان وجوہات کی بنا پر اس انتہائی اقدام پر عوام نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا۔

عوام نے اس اقدام کو اس بنیاد پر تسلیم کیا ہے کہ اس کے نتیجے میں ملک کو کرپشن سے نجات ملے گی' بدعنوان افراد کا' خواہ وہ کوئی بھی ہوں' بے لاگ محاسبہ کیا جائے گا۔ لوٹی ہوئی دولت لٹیروں سے واپس لی جائے گی اور آئندہ انتخابات کے نتیجے میں ایک مخلص' اہل' دیانت دار اور صاحب ایمان قیادت میسر آسکے گی۔ یہ اقدام اٹھانے کے بعد صدر مملکت کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ کرپشن کے خاتمے اور ایک صاف ستھری قیادت کی فراہمی میں ملک کے محب وطن عناصر کا انہیں تعاون حاصل رہے گا۔ ملک معراج خالد کی پیپلز پارٹی سے دیرینہ وابستگی کے باوجود ان کے نسبتاً بہتر ماضی کے باعث نگران وزیراعظم کی حیثیت سے ان کی تقرری کو قبول کیا گیا۔ لیکن وفاقی کابینہ کی تشکیل سے لوگ شکوک و شبہات کا شکار ہو گئے ہیں۔ پوری قوم صدر کے اس اقدام کے بعد ان کا پہلا خطاب سننے کی منتظر تھی۔ صدر نے قوم سے ۵ نومبر کو خطاب کیا لیکن اپنے اس اہم خطاب میں اپنے فرمان ہی کا اعادہ کیا اور اہم نکات کو تشنہ چھوڑ دیا۔

ہمارے نزدیک تو سابقہ حکومت کے جرائم کی فہرست میں یہ جرم بھی نہایت سنگین تھا کہ اس نے ۲۴ جون کو جماعت کے پرامن نوجوانوں کو شہید کیا اور اس کے بعد ۲۷ اکتوبر کے پرامن احتجاج کو ناکام بنانے کے لیے عدالت عالیہ کے حکم کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے اسلام آباد کو ملک کے دوسرے حصوں سے کاٹ دیا' پنڈی جانے والی ٹرینیں منسوخ کر دی گئیں' سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں۔ کئی روز تک

ملک کے ایک بڑے حصے میں لوگوں کی زندگی مفلوج کر کے انھیں عذاب میں مبتلا رکھا۔ ٹرینوں اور بسوں کے مسافروں کی جگہ جگہ تلاشی لی گئی اور ڈاڑھی رکھنے کی پاداش میں لوگوں کو غیر آئینی و غیر قانونی طور پر گرفتار کر لیا گیا۔ اسلام آباد اور راولپنڈی کے موبائل فون اور پیجرز بند کر دیے گئے' پرامن مظاہرین پر پنڈی اور اسلام آباد میں زہریلے گیس شیل برسائے گئے اور لاٹھی چارج کیا گیا۔ ہزاروں بے گناہ افراد کو جیلوں میں ٹھونس دیا گیا۔ لاہور میں جماعت اسلامی کے مرکزی دفتر کے سامنے ایک کارکن حافظ محمد یوسف کو شہید کر دیا گیا۔ صدر فاروق لغاری اور قائم مقام صدر وسیم سجاد کے مشورے اور عدالت کے فیصلے کے باوجود حکومت نے پورے ملک سے ہزاروں کی تعداد میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کو راولپنڈی اور اسلام آباد جمع کر کے ان سے قانون شکنی اور آئین شکنی کا کام لیا۔ لیکن معلوم نہیں کس مصلحت کی بنا پر صدر نے اپنی چارج شیٹ میں اس جرم کو شامل کرنا ضروری خیال نہ کیا۔

صدر نے آئین کے مطابق نوے دن کے اندر نئے انتخابات کا اعلان کرتے ہوئے ان کے لیے ۳ فروری کا دن بھی مقرر کر دیا ہے لیکن ماضی میں انتخابات میں دھاندلیوں اور ناجائز دولت کے استعمال کے پیش نظر قوم منتظر تھی کہ صدر آیندہ انتخابات کو شفاف بنانے کے لیے موثر اقدامات کا بھی اعلان کریں گے۔ اسی طرح یہ توقع بھی تھی کہ احتساب کے لیے موثر مشینری کی تجویز بھی ان کے خطاب میں شامل ہو گی۔ لوگ اس بات کے منتظر بھی تھے کہ صدر عام لوگوں پر سے ناقابل برداشت ٹیکسوں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے قدم اٹھائیں گے۔ جون ۱۹۹۶ کا بجٹ عوام دشمن بجٹ تھا لیکن اس کے بعد بھی حکومت ہر مہینے ایک نیا منی بجٹ جاری کرتی رہی۔ گرانی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ بجٹ کی منظوری کے بعد اگست میں بجلی کے نرخوں میں ۲۰ فی صد تک اور ریل کے کرایوں میں ۱۰ فی صد اضافہ کر دیا گیا۔ مہنگائی' بدعنوانی' ظلم' ناانصافی' کرپشن اور ظالمانہ ٹیکسوں کے خلاف ملک میں پہلی مرتبہ سیاسی جماعتوں اور تاجروں نے مشترکہ طور پر ۱۰ اگست کو پورے ملک میں ہڑتال کی' لیکن اس کی کوئی پروا کیے بغیر حکومت نے پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں دوبارہ اضافہ کر دیا۔ آٹے کی قیمت میں ہوش ربا اضافہ کیا گیا۔ کرنسی نوٹ چھاپ کر افراط زر میں اضافہ کیا جاتا رہا۔ صدر نے مجبور ہو کر اسٹیٹ بنک کے گورنر کو ہدایت کی کہ افراط زر کی بڑھتی ہوئی شرح پر قابو پایا جائے۔ لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ حکومت روپے کی قدر میں مسلسل کمی کرتی رہی اور بے نظیر صاحبہ کی حکومت کے تین سالوں میں روپے کی قدر میں تقریباً ۲۸ فی صد کی کمی کر دی گئی۔ نیز ملک کی پوری تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ آئین کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے گورنر سٹیٹ بنک نے اپنے دفتر میں بیٹھ کر ۲۲ اکتوبر کو ایک مزید منی بجٹ کا اعلان کر دیا جس میں ۱۳ ارب روپے کے اضافی ٹیکس لگائے گئے۔ یہ منی بجٹ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے دباؤ پر جاری کیا گیا۔ سابقہ حکومت نے قرضوں کے عوض ملک کی آزادی کا سودا کر لیا۔ پاکستان کو غیر ملکی مصنوعات کی منڈی بنا کر ملکی صنعت کو تباہ کیا جا رہا تھا۔ زراعت بھی تباہی کا شکار

ہے۔ غلہ برآمد کرنے والا ملک پاکستان اب گندم، آلو، پیاز، دالیں اور شکر درآمد کرنے پر مجبور ہے۔ اس منی بجٹ کے خلاف ۲۶ اکتوبر کو ملک گیر ہڑتال کی گئی لیکن حکومت نے نہ صرف یہ کہ عوامی مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا بلکہ قوم پر مزید تازیانے برسانے پر تلی رہی۔

ملک میں کوئی حکومت نہیں تھی بلکہ بدامنی کا راج تھا۔ سیاسی مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارنا ایک معمول بن گیا تھا۔ حکومت نے فرقہ وارانہ فسادات کروانے کی سازشیں بھی کیں۔ کراچی اور میلسی میں فائرنگ کی وارداتوں میں ۲۷ افراد کا جاں بحق ہونا اور پھر ملتان میں عین نماز فجر کی ادائیگی کے دوران ۲۱ نمازیوں کی شہادت فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کی سازش تھی۔ حکومت اپنے دعووں کے باوجود قاتلوں کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی۔

۲۰ ستمبر کو میر مرتضیٰ بھٹو اور عاشق جتوئی سمیت چھ افراد کے پولیس کے ہاتھوں قتل نے پورے ملک میں تہلکہ مچا دیا۔ لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ جب وزیراعظم کا بھائی بھی پولیس کے ہاتھوں قتل کرایا جا سکتا ہے تو پھر کون خود کو محفوظ سمجھ سکتا ہے۔ بے نظیر بھٹو بہت سے راز افشا کرنے کی دھمکیاں تو دے رہی ہیں لیکن وہ جانتے ہوئے بھی تحقیقاتی ٹربیونل کو اپنے بھائی کے قاتلوں کے نام بتانے پر آمادہ نہیں۔

سابقہ حکومت کے دور میں پاکستان دنیا کے سب سے زیادہ کرپٹ چند ممالک کی فہرست میں آ گیا ہے۔ کرپشن کی شہرت کے باوجود وفاقی کابینہ میں بلاجواز پندرہ نئے وزرا اور وزرائے مملکت کو شامل کرتے ہوئے کرپشن کے بارے میں بدنام زمانہ آصف زرداری کو بھی وفاقی وزیر اور وہ بھی سرمایہ کاری کا وزیر بنا دیا گیا۔ قوم نے جب احتساب کا مطالبہ کیا تو اس مقصد کے لیے صدر کو اطلاع دیے بغیر احتساب سے متعلق ایک بل قومی اسمبلی کو بھیج دیا گیا جس کا مقصد احتساب نہیں بلکہ ملک کے قابل احترام آئینی اداروں کو بلیک میل کرنا تھا۔ عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے باوجود حکومت نے بلدیاتی اداروں کو بحال نہیں کیا بلکہ فیصلے کے نتیجے میں ان کے بحال ہوتے ہی انھیں دوبارہ توڑ دیا گیا۔ حکومت بلدیاتی اداروں کے وسائل کو اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کر رہی تھی۔

آزاد کشمیر میں دھاندلی کے ذریعے انتخابات جیت کر پیپلز پارٹی نے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ پاکستانی حکومت کی کمزوری کے باعث بھارت نے پاکستانی سرحدوں پر جدید ریڈار اور میزائل نصب کر دیے ہیں۔ سیالکوٹ سیکٹر اور وادی نیلم پر اس کی فائرنگ جاری ہے۔ بھارت نے ہم پر غیر اعلانیہ جنگ مسلط کر دی ہے۔ ۷ لاکھ فوجیوں کی مدد سے اس نے مقبوضہ کشمیر میں انتخابات کا ڈھونگ رچا لیا ہے لیکن حکومت پاکستان بھارت کے ساتھ تجارتی تعلقات کو فروغ دے رہی تھی۔ اس بنا پر اس شبہ کو تقویت مل رہی تھی کہ حکومت پاکستان نے ایٹمی مسئلہ اور کشمیر پر بیرونی طاقتوں کے دباؤ میں آ کر بھارت کے ساتھ سازباز کر لی ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے بے نظیر بھٹو نے کشمیر میں استصواب رائے پر زور دینے کے بجائے ایک کثیر ملکی کانفرنس بلانے کی مضحکہ خیز تجویز پیش کی جسے مسترد کر دیا گیا۔

ان اندرونی و بیرونی خطرات کی موجودگی میں سرکاری میڈیا ملک میں فحاشی، عریانی اور بے حیائی کو فروغ دیتا رہا۔ پوری نوجوان نسل کو بدراہ کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ متوسط اور غریب طبقہ کے بچوں کو تعلیم سے محروم کرنے کے لیے حکومت قومی ملکیت میں لیے جانے والے تعلیمی اداروں کو پھر نجی ملکیت میں دے رہی تھی۔

اسمبلیوں کی وقعت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ صوبہ پنجاب میں میاں منظور وٹو کی درخواست کی عدالت عالیہ میں سماعت کے دوران ہی ممبران اسمبلی کو یرغمال بنا کر ملک میں پھیلا دیا گیا۔ بعض کو بیرون ملک بھی منتقل کر دیا۔ یہ ہارس ٹریڈنگ کا نقطہ عروج تھا۔

اس پس منظر میں صدر فاروق احمد خان لغاری نے اپنے آئینی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اسمبلی اور وفاقی کابینہ کو برطرف کر دیا جس کا مجموعی طور پر خیر مقدم کیا گیا۔ لیکن اس اقدام کے مثبت نتائج کے حصول کے لیے شوریٰ کا یہ اجلاس صدر مملکت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بلاتاخیر یہ ضروری اقدامات کریں۔

۱۔ آزادانہ، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کو یقینی بنانے کے لیے ایک مستقل، بااختیار، اہل اور سرکاری اور ہر قسم کے دباؤ سے آزاد سپریم کورٹ کے سابق یا موجودہ ججوں پر مشتمل ایک نیا الیکشن کمشن تشکیل دیا جائے۔ کمیشن ووٹروں کی فہرستوں کی درستگی کا کام فوری طور پر انجام دے۔ ۱۹۸۱ کے بعد سے مردم شماری کا کام التوا کا شکار ہے۔ ۹۰ دن کی مدت کے اندر پورے ملک میں مناسب انتظامات کے تحت ایک دن فوج کی نگرانی میں مردم شماری کرائی جائے۔ شناختی کارڈوں کی جانچ پڑتال کی جائے، بوگس شناختی کارڈ منسوخ کیے جائیں اور جن کو ابھی تک شناختی کارڈ نہیں ملے انھیں جاری کیے جائیں۔ ووٹ ڈالنے کے لیے شناختی کارڈ کو لازمی قرار دیا جائے۔ جماعتی بنیادوں پر ہونے والے انتخابات میں کسی امیدوار کو آزاد حیثیت میں انتخاب لڑنے کی اجازت نہ ہو۔ کسی شخص کو ایک سے زائد حلقوں میں انتخاب لڑنے کی اجازت نہ دی جائے، البتہ بیک وقت قومی و صوبائی اسمبلی کا انتخاب لڑنے کا مجاز ہو۔ قومی و صوبائی اسمبلیوں میں الیکشن میں اخراجات کی حد کا تعین کیا جائے، اگر کوئی امیدوار اس سے زائد رقم خرچ کرے تو اسے نااہل قرار دے دیا جائے۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ہی دن کرائے جائیں۔ صرف ایسے ہی امیدواروں کو الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت ہو، جو آئین کی شقوں ۶۲ اور ۶۳ کے معیار پر پورے اترتے ہوں اور اس غرض کے لیے الیکشن کمشن کو ایسی مشینری وضع کرنے کا پابند کیا جائے جو ایک مقررہ مدت میں تمام امیدواروں کا جائزہ لے کر اسے یقینی بنائے۔ ممبر منتخب ہونے کے بعد بھی اگر وہ ان کی خلاف ورزی کے مرتکب ثابت ہوں تو انھیں نااہل قرار دے دیا جائے۔ پارٹیاں تبدیل کرنے کی روک تھام کے لیے آرڈیننس نافذ کیا جائے، انتخابات متناسب نمایندگی کے اصول پر کرائے جائیں۔

۲۔ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران، سرکاری افسران اور پبلک شعبہ سے متعلق عہدے داروں کے مسلسل احتساب کے لیے ایک مستقل اعلیٰ اختیاراتی عدالتی احتساب کمشن قائم کیا جائے جو سپریم

کورٹ اور ہائی کورٹس کے موجودہ یا ریٹائرڈ ججوں پر مشتمل ہو۔ کمشن سابقہ حکومتوں سے متعلق افراد کے احتساب کو اولیت دے۔ اس کام کو فی الفور شروع کیا جانا چاہیے۔ جن لوگوں نے اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ملک کو لوٹا ہے اور ناجائز دولت جمع کی ہے' ان کی تمام املاک ضبط کر کے عبرت ناک سزائیں دی جائیں اور انھیں ہمیشہ کے لیے انتخابات میں حصہ لینے کا نااہل قرار دے دیا جائے۔

۳۔ عبوری حکومت میں شامل افراد بھی اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کریں۔ عبوری حکومت کے وزرا اپنے اثاثہ جات کا اعلان کریں اور اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ آیا وہ آئین کی دفعات ۶۲ اور ۶۳ کی ضروریات پوری کرتے ہیں یا نہیں۔ جو اس معیار پر پورے نہ اترتے ہوں' انھیں نگران حکومت سے فارغ کر دیا جائے۔

۴۔ سرکاری میڈیا کو بے حیائی' عریانی اور فحاشی کو فروغ دینے سے روکا جائے۔ تمام سیاسی جماعتوں کو مناسب کوریج دی جائے۔

۵۔ سابقہ حکومت نے غیر آئینی طور پر جو منی بجٹ ملک پر مسلط کیا تھا' اسے واپس لیا جائے۔ گرانی و بے روزگاری کے خاتمے کے لیے موثر اقدامات کیے جائیں اور جنرل سیلز ٹیکس فوری طور پر واپس لیا جائے۔

۶۔ حکومت بیرونی دباؤ میں آکر ایٹمی مسئلہ اور کشمیر کے مسئلہ پر سودے بازی نہ کرے۔

۷۔ سابقہ حکومت کے خلاف جدوجہد کی پاداش میں گرفتار شدگان کو فی الفور رہا کیا جائے اور ان پر قائم تمام مقدمات ختم کر دیے جائیں۔ نیز سابقہ حکومت نے جن شہریوں پر ظلم اور زیادتیاں کی ہیں' بے گناہ افراد کو قتل یا زخمی کیا ہے' یا بلاوجہ قید میں رکھا ہے' ان کی تحقیقات کے لیے بھی میر مرتضیٰ بھٹو کیس کی تحقیقات کی طرز پر ایک اعلیٰ عدالتی تحقیقاتی کمشن تشکیل دیا جائے۔

مجلس شوریٰ اس امر کا اعلان کرتی ہے کہ ان مطالبات کے لیے جماعت اسلامی رابطہ عوام کی پر زور تحریک چلائے گی۔ مجلس شوریٰ جماعت اسلامی پاکستان اپنی اس رائے کا بھی اظہار کرتی ہے کہ صدر مملکت نے اگر یہ ضروری اقدامات نہ کیے تو محض سابقہ حکومت کو ہٹانے اور اسمبلی توڑنے سے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ جہاں یہ ضروری ہے کہ دستور کی متعین کردہ مدت میں نئے انتخابات منعقد کیے جائیں وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ دوسری دستوری دفعات پر بھی اسی مستعدی سے عمل کیا جائے تاکہ انتخابات بہتر قیادت کو بروئے کار لانے کا ذریعہ بن سکیں۔ عوام اب اتنے دکھ جھیل چکے ہیں کہ ان میں مشکلات کا مزید بوجھ اٹھانے کی سکت باقی نہیں رہی ہے۔ عوام اب کرپٹ لوگوں اور کرپشن کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کریں گے۔ اس وقت ہر دن قیمتی ہے' اسے ضائع نہ کیا جائے' ملک اور عوام کو مصائب سے نکالنے کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں۔